قسط: 10

ارض بلتستان

محمد اسماعیل فضلی

قدیم مذاہب کے اثرات:

بلتستان میں اسلام کی ضیا پاشی کے باوجود اب بھی قدیم نظریات کے باطل اثرات پائے جاتے ہیں۔ جن میں اچھے اور برے (سعد اور نحس) ایام کی تعیین کے لئے کاہنوں سے رجوع کرنا، ارواح طیبہ اور ارواح خبیثہ کے دیکھے جانے کے دعوے اور اسی قسم کے توہماتی عقائد شامل ہیں۔

ان وہم پرستیوں کی وجہ سے اس علاقے کے باسی ترقی کے منازل سبک رفتاری سے طے کرنے سے عاجز ہیں۔

المختصر اہل بلتستان کی اقتصادی زبوں حالی کے اسباب درج ذیل ہیں:

اولا: یہاں باطل مذاہب وعقائد کے بادل چھائے رہے۔ لوگ توہماتی دنیا میں غرق رہے۔

ثانیا: مختلف حکمرانوں اور راجاؤں کی غلامی کے بھاری طوق ان کی گردنوں میں حمائل رہے۔

ثالثا: یہاں کے ذرائع آمدورفت کی پیچیدگیاں ترقی کی راہ میں حائل رہیں۔

رابعا: بلتستان کا انتہائی سخت موسم علاقے کی غربت کا بنیادی سبب بنا ہوا ہے۔ آغاز اپریل سے اختتام ستمبر تک جنت کا سماں پیدا کرنے والی خوبانیوں، سیبوں اور میوہ جات کی یہ سرزمین اوائل اکتوبر سے اواخر مارچ تک ایک مہیب خطہ ارض کا سماں پیش کرتا ہے۔ گویا چھ مہینے زندگی رواں دواں ہوتی ہے، ہر سو چہل پہل ہوتی ہے۔ لیکن سرمائی مہینوں میں جب کرنے کو کوئی کام میسر نہیں آتا تو لوگ تہ خانوں میں انگھیٹی جلا کر لوگ کہانیوں اور روایتی داستانوں میں مستغرق رہتے ہیں۔ موسم گرما کو یاد کرتے ہوئے چھ ماہ کی کمائی ہضم کر جاتے ہیں۔ البتہ جوان طبقہ کراچی، لاہور اور دیگر شہروں میں سرما کے دن گزار کر اس دورِ مادی جنگ میں اپنی اور اہل خاندان کی جان بخشی کی کوشش کرتا ہے۔

اس خطہ ارض کے باشندوں کی توہم پرستی کا سبب بھی یہی ہے کہ لوگ سرما کی طویل راتوں میں بوڑھوں اور داستان گو حضرات سے تخیلاتی داستانیں اور توہماتی کہانیاں سنتے ہیں۔ بچپن کی باتیں پتھر پر لکیر کا کام دیتی ہیں۔ لہٰذا مافوق الفطرت چیزوں سے متعلق توہماتی ذہنیت لوگوں کی فطرت میں رچ بس جاتی ہے۔ نتیجۃً وہ ماورائے عقل عقائد کے رسیا بن جاتے ہیں۔

بڑے بڑے گلیشئروں، فلک بوس چوٹیوں، بل کھاتی دریاؤں اور تنگ وادیوں کی سرزمین بلتستان میں بڑے شاہراہوں سے ہٹ کر تمام دیہاتی بستیاں آج بھی قدیم زمانے کے مناظر پیش کرتی ہیں۔ نورِعلم سے بے بہرہ سیدھے سادھے اور بے زبان لوگوں کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ خالص دیسی خوراک اور شب وروز کی محنت نے انہیں جفاکش بنادیا ہے جدید دھوم دھڑکوں سے شناسائی نہیں رکھتے۔ قدیم طرز کے روایتی لباس زیب تن کرتے ہیں۔ سیدھی سادھی زندگی گزارتے ہیں۔ ایسے دور دراز علاقے بھی ہیں جہاں آج بھی انگریزی زبان کو ایک غلیظ گالی خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے اسلام کے خلاف تصور کرتے ہیں۔

الحمد للہ آج بلتستان کے اکثر علاقوں تک سڑکیں پہنچ چکی ہیں۔ اکثر علاقوں میں بجلی بھی میسر ہے۔ مگر ترقی میں وہ پہلا عشرہ بھی پھلانگنے سے معذور ہیں۔ سادہ اور امن پسند زندگی انہیں ورثے میں ملی ہے، کیونکہ یہاں کے آباء واجداد جنگ وجدل سے ہمیشہ گریزاں رہتے تھے۔

یہاں کے قدیم مذاہب میں بون مت کے بعد بدھ مت اگرچہ خوفناک قتل وغارتگری سے پھیلائی گئی۔ راجہ کنشک اور استوک کے دور میں مختلف علاقوں کو بدھ راجاؤں نے انتہائی سفاکانہ طریقے سے مغلوب کر کے اپنے قلمرو میں شامل کرلیا۔ لیکن وہ نقوش جو بون مت نے ان کے دلوں میں راسخ کردیے تھے اور لوک کہانیوں کی صورت میں سردیوں کی طویل راتوں اور بے کار و بے غم دنوں میں سنتے اور سناتے تھے، بدھ مت انہیں مٹانے سے قاصر رہا۔ بہرکیف بدھ مت کے بعض نقوش بھی رفتہ رفتہ ان کے دلوں میں راسخ ہوگئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بدھ مت کے دورِعروج میں مختلف علاقوں سے لٹیروں کے جتھے یہاں وارد ہوتے، مال واسباب لوٹ کر اور عورتوں کو لونڈیاں بنا کر لے جاتے رہے۔

جرمن محقق Olden Barag کا کہنا ہے کہ مہاتما بدھ کی تعلیمات جنگ وجدل کے خلاف تھیں۔ وہ کشت وخون اور ظلم وناانصافی کے خلاف علم لے کر چلا تھا۔ لہذا ان کے ہاں جنگ کا تصور ہی نہیں۔ بودھ نے خود کوئی کتاب نہیں لکھی تھی۔ لہذا فی الواقع اس کی تعلیمات کی کوئی یقینی دلیل نہیں ملتی۔ نہ ہی مہاتما بدھ نے اپنے مذہب کے عقائد اور احکام کا، کوئی مجموعہ چھوڑا ہے، جس سے اس کی تعلیمات معلوم کی جاسکتی ہوں۔ تاریخ میں اس کے کسی قریبی پیروکار نے اس کی تعلیمات کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش نہیں کی۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ گوتم بدھ کی وفات کے بعد "راج گریہہ" میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی تھی، جہاں اس کے دو خاص مریدوں نے اس کی تعلیمات لکچر کی صورت میں پیش کیے تھے۔ یہ

لکچر بھی تحریری شکل میں موجود نہیں، حتی کہ اس کے بارے میں مہاپرنیبان سوتر بھی بتانے سے عاجز ہے۔

بدھ مت اور اس کے بانی سے متعلق جو کتب ہمیں معلومات بہم پہنچاتی ہیں وہ تمام گوتم بدھ کی وفات کے بہت عرصے بعد کی تصانیف ہیں۔ ایک صدی بعد دیسالی میں اس مذہب کے اعیان وائمہ کی ایک کونسل بلائی گئی، جہاں بڑی کاوشوں اور بحث وتمحیص کے بعد اس کے اصول وعقائد اور احکام کو مرتب کرنے کی سعی کی گئی۔

دیپ ومسا کے مطابق اس میں بدھ بھکشوؤں نے اصل مذہب کے اصولوں کو سبوتاژ کیا۔ ان میں ترمیم وتنسیخ کر کے اصول سوتروں کو بدل کر نئے سوترے بنائے۔ اسی زمانے میں بودھ مذہب کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔ یہ سلسلہ 400 سال تک جاری رہا۔ لیکن آخری وقت میں اس مذہب کو پھر تحریف کی کلفتیں اٹھانی پڑیں۔ حتی کہ اس کے بنیادی اصول بھی بدل گئے۔ (میکس مولہ: سیکرڈ بکس آف دی بدھسٹس)

ابتدائی بدھ مت میں اللہ کا وجود اور جنت ودوزخ کا تصور نہ تھا۔ مگر ان کے بقول بعد میں تمام کائنات سے برتر ایک لافانی ہستی کا مادی ظہور مہاتما بدھ کی شکل میں ہوا۔ اور نیک اعمال کا صلہ جنت اور برائی کا انجام دوزخ تسلیم کیا گیا۔

کنشک کے عہد میں سخت زاہدانہ زندگی کو قدرے نرم کر دیا گیا، جسے مہانیا (بودھوں کے سواد اعظم) نے تسلیم کر لیا۔ کنشک دور کے آخر میں جو کتابیں تحریف کے تھپیڑوں سے محفوظ رہیں وہ تین ہیں:

۱۔ ونائی پتک: جو زاہدانہ زندگی کے اصولوں کا مجموعہ ہے، مگر اس کے مصنف کا پتہ نہیں ملتا۔

۲۔ سُت پتک: یہ کتاب بدھ مت کے فلسفہ اخلاق پر مبنی، گوتم بدھ کے اقوال کا مجموعہ ہے۔

۳۔ ابھی دھم تپک: 300 ق م سے پہلے لکھی گئی۔ یہ فلسفہ اخلاق و مابعد الطبیعیات پر مشتمل ہے۔

بدھ مت میں ہر ذی روح معصوم ہے، جس میں چھوٹے چھوٹے کیڑوں سے لے کر بڑے بڑے جانور سبھی شامل ہیں۔ بدھ مت کی تعلیم ہے کہ کسی جاندار کو قتل نہ کریں۔ عمداً کسی جاندار کا قتل ناقابل معافی جرم ہے۔ حتیٰ کہ برسات کے تین مہینے کوئی گھر سے باہر نہ نکلے، تاکہ حشرات الارض قدموں تلے روندے نہ جائیں۔

جان کا احترام اس قدر ہے کہ جنگ کے عمل کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بدھ مت تماشائی کی حیثیت سے بھی کسی قتل اور جنگ کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ پکتنیہ دھما کی اڑتالیسویں دفعہ یہ ہے۔ جو بھکشو بلا کسی وجہ معقول کے ایک ایسی فوج کو دیکھنے جائے جو جنگ کے لیے صف بستہ ہو تو وہ پکتیہ جرم کا مرتکب ہوگا۔ اگر اس بھکشو کی فوج کی طرف جانے کی کوئی معقول وجہ ہو تو وہ صرف دو تین راتوں تک ٹھہر سکتا ہے۔ اگر وہ اس سے زیادہ ٹھہرے تو یہ پکتیہ ہے۔ ان دو یا تین

راتوں کے دوران بھی میدان جنگ کی صف آرائی یا فوج کی سپہ شماری یا طاقت حرب وضرب یا صف بندی کو دیکھنے جائے تو پکتیہ جرم ہوگا۔(الجھاد فی الإسلام ۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

گوتم بدھ نے انسان کی زندگی کا مطالعہ جس نقطہ نظر سے کیا ہے وہ دنیا کے دوسرے مؤسسین مذہب کے نقطہ نظر سے بالکل مختلف ہے۔اس نے تخلیق انسانیت اور مقاصد زندگی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی کے طریقوں پر بحث ہی نہیں کرتا۔انسانی زندگی میں انقلاب وتبدیلی ،زندگی کے مدارج ،تندرستی ، بیماری ، پیدائش ،موت ،رنج وخوشی ،راحت ومصائب کے وجوہ اوراس سے نجات کی صورتیں جیسے بنیادی مسائل پر توجہ صرف کرتے ہوئے کئی سال گزر گئے ، پھراس نتیجے پر پہنچا کہ زندگی درحقیقت ایک مصیبت ہے جس میں انسان مبتلا ہوگیا ہے۔انسان کا وظیفہ دنیا میں صرف مصائب جھیلنا اور تکالیف سہنا ہے۔یہ زندگی عبث اور بیکار ہے، یہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں ، یہاں فی الحقیقت کوئی راحت ومسرت نہیں۔اس لیے کہ ہرراحت کے پیچھے ایک نقصان ، ہر شگفتگی کے پیچھے ایک پژمردگی اور ہر پیدائش کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔یہ سارا انقلاب ایک دائمی عمل کے تابع ہے جوخود ایک مصیبت ہے۔

خواہش ،احساس اورشعور انسان کو زندگی کی مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں۔نفس کی انہی قوتوں کے باعث دنیا سے انسان کا تعلق قائم ہوتا ہے۔اور یہی تعلق انسان کو بار بار مرنے پھر کسی نہ کسی شکل میں دوبارہ پیدا ہونے پر مجبور کرتا ہے۔اس سے چھٹکارا پانے کے لیے مہاتما بدھ نے صرف لفظ ''تردان'' کا استعمال کیا ہے۔بعض کے نزدیک تردان کا مطلب نفس کی وہ حالت ہے جس میں انسان معصیت اورخواہش سے پاک دنیاوی زندگی سے بے نیاز اورکامل امن وسکون سے متمتع ہو۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد انسان کا معدوم ہوجانا یا ہست وبود کی قید سے بالکل آزاد ہونا ہے۔

بدھ مت کے مطابق اصل راحت صرف فنا میں پنہاں ہے اور وہ خواہش، احساس اورشعور کے بالکل مٹادینے سے حاصل ہوسکتی ہے۔یہی بدھ مت کے نزدیک منتہائے نظر ہے۔بدھ مت میں تردان تک پہنچنے کے لیے ایک طریق ہشت گانہ تجویز کیا گیا ہے،وہ یوں ہے:

ا۔ **صحیح عقیدہ**: یعنی چار بنیادی صداقتوں کا صحیح ادراک حاصل کرنا۔

۲۔ **صحیح ارادہ**: ترک لذت کا مصمم فیصلہ اوردوسروں کو تکلیف پہنچانے اورذی روح ہستیوں کو ایذا دینے سے کامل پرہیز۔

۳۔ **صحیح گفتار**: بدزبانی ،بدگوئی ،غیبت اورجھوٹ سے احتراز۔

۴۔ **صحیح چلن:** بدکاری، قتل نفس اور خیانت سے اجتناب۔

۵۔ **صحیح معیشت:** جائز طریقے سے حصول رزق۔

۶۔ **صحیح کوشش:** دینی احکام کے مطابق عمل کرنا۔

۷۔ **صحیح حافظہ:** اپنے سابقہ اعمال کو یاد رکھنا۔

۸۔ **صحیح تخیل:** راحت و مسرت سے بے نیاز ہو کر عدم محض کی طرف توجہ دینا۔

اس کے لیے دس اخلاقی احکام وضع کیے، جن میں سے پانچ موکد اور پانچ غیر موکد ہیں: (۱) کسی کی جان نہ لو۔ (۲) چوری نہ کرو۔ (۳) زنا نہ کرو۔ (۴) جھوٹ مت بولو۔ (۵) نشہ آور چیز استعمال نہ کرو۔ (۶) مقررہ وقت کے سوا کھانا نہ کھاؤ۔ (۷) کھیل تماشہ اور گانے وغیرہ سے بچو۔ (۸) پھول عطر وغیرہ کی خوشبو سے پرہیز کرو۔ (۹) اچھے اور نرم بستر پر نہ سونا۔ (۱۰) سونا چاندی اور مال و منال اپنے پاس نہ رکھنا۔

بدھ مت نفس کشی اور ترک دنیا پر زور دیتا ہے کیونکہ یہی نرداں تک پہنچاتا ہے۔ وہ خودی کو مٹانے کے لیے سخت ریاضتیں تجویز کرتا ہے، حسن کے غرور کو ختم کرنے کے لیے سر، مونچھ اور داڑھی کو نوچنے کا سبق دیتا ہے۔ ہمیشہ کھڑے رہنے، کانٹوں پر لیٹنے، ہمیشہ ایک پہلو پر سونے اور بدن پر خاک مل رکھنے کی تلقین کرتا ہے، تاکہ جسم کو انتہائی تکلیف پہنچے۔ روح مضمحل اور احساس باطل ہو جائے۔

بدھ مت چار چیزوں سے سخت پرہیز کرنے کی تاکید کرتا ہے: (۱) مرد و زن کا فطری تعلق (۲) چوری حتی کہ تنکا بھی (۳) جاندار کا عمداً قتل (۴) اپنی طرف مافوق العادت (غیر فطری) کیفیت کو منسوب کرنا۔

مذہبی زندگی اختیار کرنے کے بعد ضروری ہے کہ نئے کپڑے نہ پہنے، صرف چیتھڑے یا قبرستان سے مردوں کے کفن لے کر پہنیں، کوئی پیشہ نہ اپنائیں، کشکول لے کر در بدر بھیگ مانگتے پھریں، یہی بدھ مت کی بہترین روزی ہے۔ مکان کے بجائے جنگل کو مسکن بنائے۔ بیماری میں دوا نہ کھائے، پیشاب کافی وسیلہ علاج ہے، بدن ولباس کو صاف نہ رکھے، زیادہ سے زیادہ 15 دن میں ایک بار نہانے کی اجازت ہے۔ کسی قسم کا کاروبار اور لین دین نہ رکھے۔

بدھ مت فروع میں اپنے اندر بعض خوبیاں سمونے کے باوجود اصول میں بالکل ہی باطل راہوں اور غلط نظریات پر مشتمل ہے۔ جو شخص دنیا کے مصائب و آلام سے گھبرا کر دنیا ہی کو ترک کر دیتا ہے، اس کے سارے تمدنی واجتماعی تعلقات سے الگ ہو کر صرف اپنی نجات کی فکر میں لگ جاتا ہے اور اس نجات کی منزل تک پہنچنے کے لیے بھی وسائل سے باہر کے راستے

اختیار کرتا ہے، ایسے شخص سے اس امر کی ہرگز کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اپنے خاندان، قوم، وطن اور نوع انسانی کی فلاح وبہبود کے لیے کوئی خدمت اور شجاعت کے کارنامے رقم کرے گا اور دل ودماغ، جسمانی قوت اور مادی وسائل کو اولوالعزمی کے ساتھ معاشرے کی اصلاح وترقی کے لیے صرف کرے گا، ظلم وجبر، فتنہ وفساد، طغیان وسرکشی، ضلالت وگمراہی سے نبرد آزما ہو کر دنیا میں عدل وانصاف، امن وآشتی اور حق وصداقت کا علم بلند کرے گا اور ان مشکلات کا مقابلہ کرے گا جو قدرتی اسباب سے انسان کو پیش آتی ہیں۔

جدوجہد، عملی سرگرمی، سرفروشی وجانبازی، میدان جنگ کی صعوبتیں، تیر وتفنگ کی جراحتیں اور سیاست وفرمان روائی کی بوجھل ذمہ داریاں تو وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو اس دنیا کو جائے عمل سمجھتا ہے۔ جس کے پیش نظر ایک بلند نصب العین اور اعلیٰ مقصد حیات ہے، جو اپنے آپ کو ایک اہم خدمت پر ماٗمور اور ایک بلند تر ہستی کے سامنے جوابدہ سمجھتا ہو۔ جس کو یقین محکم ہو کہ انسان اس دنیا میں جتنا زیادہ نیک عمل کرے گا اتنی ہی زیادہ نعمت دائمی زندگی میں حاصل کرے گا۔ اس کے برعکس جو اپنی جان سے بیزار، نتائج عمل سے مایوس، مشکلات سے شکستہ خاطر اور حوادث دنیا سے خوف زدہ ہو اور دنیاوی انقلاب سے بچنے کے لئے عدم کی گود میں پناہ کا خواہاں ہو، ایسا بزدل، پست ہمت اور بے چارہ انسان معاشرے پر ناروا بوجھ بنا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ مت کے پیروکار دنیا میں کوئی طاقت اور تہذیب قائم نہ کر سکے، اس میں اتنی قوت کبھی پیدا نہیں ہوئی کہ کسی تہذیب کو شکست دے کر اپنا اثر قائم کر دے۔ جن جن ملکوں میں بدھ مت پہنچا ان کی اخلاقی زندگی میں ایک منفی تغیر پیدا کرنے میں تو کسی قدر کامیابی حاصل ہوئی، مگر ان کے نظام تمدن کو بدل کر ایک بہتر نظام قائم کرنے میں وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکا۔

اگرچہ بدھ مت کو دنیا میں بہت اشاعت نصیب ہوئی۔ شرق اوسط اور شرق اقصیٰ میں اس کو جتنا عروج حاصل ہوا کسی اور کو نہ ہو سکا۔ نسل انسانی نے اس کو اتنی کثرت سے قبول کیا کہ آج بھی اس کے پیروکاروں کی تعداد نصرانیوں اور مسلمانوں کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ لیکن تاریخ ایسی ایک مثال بھی پیش کرنے سے معذور ہے کہ بدھ مت کے اثر سے کسی قوم کی زندگی میں کوئی بڑا انقلاب رونما ہوا ہو یا اس نے دنیا میں کوئی عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہو۔ بلکہ جہاں بھی ان کا مقابلہ کسی طاقتور تہذیب سے ہوا، اس کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

بدھ مت نے کسی جگہ حکومت کا مقابلہ کرنے اور سوسائٹی کے بگڑے ہوئے نظام کو درست کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اس کے دستور العمل میں سیاست کا ذرہ بھر دخل نہیں ہے۔ اس نے حکومت میں حصہ لینے یا اس کو بدلنے کے بجائے ہر حال میں اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ شیطانی قوت کے مقابلے میں عجز وانکساری اور ظلم وجبر کے مقابلے میں مجبورانہ برداشت

کی ایسی تعلیم دی کہ اس کا کوئی پیروکار سخت ترین مظالم پر بھی اُف نہیں کرسکتا۔ اس کا یہ قول ہے کہ انسان پر اس زندگی میں جتنے مصائب آتے ہیں وہ اس کے پہلے زندگی میں کیے ہوئے گناہوں کا شاخسانہ ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ بدھ مت کے پیروؤں میں غیرت وانتقام کے جذبات کو ٹھنڈا کر کے ایک ایسی انفعالی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ خوشی کے ساتھ ہر تذلیل وتوہین اور ہر ظلم وجور کو برداشت کر لیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہر جابر وظالم حکمران کے لیے بدھ مت کے پیرو مرغوب رعایا بن جاتے تھے۔ غالباً اسی لیے اشوک نے اس مذہب کی سرپرستی کی اور اپنے تمام شاہی وسائل استعمال کر کے دور دور تک اسے پھیلایا۔ ہندوستان سے باہر تبت اور منگولیا میں قبلائی خان نے اس مذہب کی اشاعت میں پوری قوت صرف کی۔ خلاصہ یہ کہ بدھ مت کو جو اشاعت نصیب ہوئی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ہمیشہ جابر فرمانرواکے آگے سرخم رکھتا تھا۔ اس نے ظلم کے مقابلے میں سر اٹھانے کی کبھی جرأت نہیں کی۔

جب ارض بلتستان میں اسلام کی دعوت وارد ہوئی اور بدھ مت کا مقابلہ اسلام کی طاقتور تہذیب سے ہوا تو بدھ مت ایک لمحے کے لیے بھی دین حق کے مدمقابل نہ ٹھہر سکا، وہ آناً فاناً ملیامیٹ ہوگیا۔

مصالحت کی فضیلت

فیض اللہ اثری

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کا درجہ نفلی روزہ، نماز اور صدقہ سے بڑھ کر ہے؟!'' انہوں نے عرض کیا: ''ضرور ارشاد فرمائیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ عمل ہے قطع تعلقی کرنے والوں کے درمیان صلح کرا دینا، کیونکہ آپس میں جھگڑا بھلائی مونڈنے والی چیز ہے۔'' (ابوداؤد کتاب الأدب باب ۵۸،۵۰۔/۲۱۸) یعنی رنجش، بغض اور کینہ سے انسان کی ساری نیکیاں اور دینداری ختم ہو جاتی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں جہاں صلح کا عظیم اجر وثواب بیان فرمایا، وہیں یہ بھی بتا دیا کہ بغض اور کینہ دینداری اور نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے، اسی وجہ سے تہمتوں کے انبار لگتے ہیں اور غیبتوں کے ذریعے دل کی بھڑاس نکالی جاتی ہے۔ بعض مرتبہ خونریزی تک نوبت آجاتی ہے۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو جھگڑے کو جلد نمٹا لیا جائے۔ اور دوسروں پر بھی لازم ہے کہ صلح کرانے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ صلح کے لئے اگر جھوٹ بولنا پڑے تو وہ بھی جائز ہے، مثلاً یوں کہنا کہ وہ تو اپنی غلطی پر سخت نادم ہے وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے (ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس ويقول خيرا وينمي خيرا) (متفق علیہ) ''جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا اور خیر کی بات کہتا ہے اور بھلی بات آگے پہنچاتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین